شفیق الرحمٰن۔۔۔بطور مزاح نگار

محمد عثمان سہیل

Muhammad Usman Suhail

M.Phil Scholar, Department of Urdu

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Shafiq-ur-Rahman proved himself best among the humorists of his era. He gave enduring pleasure to the readers of Urdu literatures and enjoyed his position to the long time. This artical is an effort to bring forward his literary services regarding humor writing.

اردو ادب میں مزاح کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ایک مزاح نگار اپنے قلم کے ذریعے سے معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتا ہے۔ وہ بات کو لطیف پیرائے میں بیان کرتا ہے۔ پڑھنے والا تحریر کے لفظوں سے لطف اٹھاتا ہے مگر اس میں ایک خاص مقصد بھی چھپا ہوتا ہے۔سنجیدہ ادب کے برعکس مزاحیہ ادب میں قاری کے لیے زیادہ دلچسپی کے مواقع ہوتے ہیں لیکن سنجیدہ ادب کی طرح مزاحیہ ادب کا مقصد بھی معاشرے کی اصلاح کرنا ہی ہوتا ہے۔

اردو نثر کے فروغ میں طنز و مزاح نے بھی حصہ لیا یوں تو طنز و مزاح کی مثالیں ''اودھ پنچ'' کے دور میں بھی ملتی ہیں جو ایک انگریزی اخبار کے نمونے پر جاری کیا گیا تھا لیکن اس کے مذاق اور طنز کی سطح اتنی بلند نہیں ہے۔انیسویں صدی میں سب سے زیادہ ادبی شخصیت غالب کی ہے۔غالب کے بعد مزاح نگاری کے میدان میں مرزا فرحت اللہ بیگ، فلک پیما، رشید احمد صدیقی، امتیاز علی تاج، پطرس بخاری، ابن انشا، مشتاق احمد یوسفی اور کرنل محمد خاں کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ان مزاح نگاروں نے ڈراموں، سفرناموں اور انشائیے وغیرہ کی صورت میں مزاحیہ ادب میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔

انہی ناموں میں ایک مشہور معروف نام شفیق الرحمٰن کا بھی ہے جو کہ رومانوی اور مزاحیہ مضامین کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے تاہم وہ ایک مزاح کے طور پر جانے جاتے ہیں۔شفیق الرحمٰن کلانور مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام عبدالرحمٰن تھا۔آپ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے۔آپ نے ۱۹۴۲ء میں جامعہ پنجاب کنگ ایڈورڈ کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کیا۔اسی زمانے میں جو کہ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۲ء پر مشتمل ہے آپ کنگ ایڈورڈ کالج کے ادبی مجلّہ کے مدیر بھی رہے۔کورس کے اختتام کے بعد میو ہسپتال لاہور میں چند عرصہ بطور سرجن کام کیا۔اس کے بعد آپ نے انڈین میڈیکل سروس میں شمولیت اختیار کر لی۔ جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو آپ کو مختلف محاذوں پر تعینات کیا گیا اور یوں آپ کو بہت سے ممالک کی سیر و سیاحت کرنے کا موقع بھی ملا۔۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ فوج میں شامل ہو گئے۔آپ پہلے بری فوج میں تھے پھر آپ کو بحری فوج میں منتقل کر دیا گیا۔ستمبر ۱۹۷۹ء میں سرجن ئیر ایڈمرل کی رینک سے بطور میڈیکل سروسز ریٹائر ہو گئے۔ دسمبر

۱۹۸۰ء میں آپ کو اکیڈمی ادبیات پاکستان کا چیئر مین مقرر کر دیا گیا۔اس ادارے میں مدت ملازمت ختم ہونے کے بعد آپ نے ریٹائرزندگی گزاری۔

آپ کو ادب سے لگاؤ جنون کی حد تک تھا آپ نے مزاح نگاری کو پسند کیا۔اب تک آپ کی ۹ کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔جن میں کرنیں، شگوفے، لہریں، مدوجزر، پچھتاوے، حماقتیں اور دجلہ کے نام سے ایک ناولٹ شامل ہے۔اس کے علاوہ معاشیات پر ایک کتاب ''جنگ اور غذا'' بھی لکھی۔ڈاکٹر شفیق الرحمٰن بہت اچھے مترجم بھی تھے۔آپ نے چند کتابوں کے دیگر زبانوں سے تراجم بھی کیے۔ان کتابوں میں معاشرہ اور ذہنی (ترجمہ ایلز بتھ ایم ڈاج)، میرا نام ارام ہے (ولیم سرویان کے ناول کا ترجمہ)، انسانی تماشا (ولیم سرویان کے ناول کا ترجمہ) اور آپ کا آپریشن (جراحی کتابچہ کا ترجمہ) شامل ہیں۔

آپ کی تحریروں میں بے ساختگی، شوخی اور تازگی پائی جاتی ہے۔آپ کو الفاظ کے چناؤ میں بڑی دسترس حاصل ہے۔ آپ کی زبان کی شستہ ہے اور شیریں بیانی نے اس میں مزید حسن پیدا کر دیا ہے۔آپ نے زندگی کے طربیہ اور المیہ دونوں پہلوؤں کی نقاب کشائی کی ہے۔آپ نے مزاح کے نشتر سے معاشرے کے جسم سے فاسد مواد نکال باہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ۲پ مزاح مزاح میں طنز کر جاتے ہیں لیکن یہ طنز برا محسوس نہیں ہوتا۔یوں سمجھیے کہ آپ کی تحریروں میں مزاح، ظرافت اور طنز کا خوبصورت امتزاج پایا جاتا ہے۔آپ الفاظ اور خیال دونوں کی مدد سے مزاح پیدا کرتے ہیں۔فقروں کی چستی، بندش اور شگوفہ طرازی عبارت میں ایسا حسن پیدا کرتی ہے کہ قاری مزے لے لے کر پڑھتا جاتا ہے اور بوریت محسوس نہیں کرتا۔شوکت تھانوی صاحب نے ان کی ذات کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''ادب اور فوج، تھرما میٹر اور وردی، ذوقِ سلیم اور کورٹ مارشل، مزاح لطیف اور کوئیک مارچ ۔۔۔۔اور مجھے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ایک میز پر قلم، ریوالور اور تھرما میٹر تین مختلف چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ان تینوں کو اگر طب یونانی کے ماہروں کی اصلاح میں (سائیدہ حل کردہ) کی کیفیات سے گزارا جائے تو یہ تینوں مل کر شفیق الرحمٰن پیدا کریں گی۔''(۱)

شفیق الرحمٰن رومانوی افسانہ نگار ہیں آپ کا پہلا افسانوی مجموعہ کرنیں جو کہ ۱۹۴۱ء میں منظر عام پر آیا۔اس نے افسانوی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔چونکہ آپ کا عہد ترقی پسند تحریک کے عروج کا زمانہ ہے اور اس عہد کی خاص بات یہ تھی کہ اس عہد کے افسانہ نگاروں نے ادب کو زندگی سے بہت قریب کر دیا اور زندگی کی سچائی اور حقیقتوں کو اپنے افسانوں میں اس طرح پیش کیا کہ وہ افسانہ نہیں بلکہ زندگی کی سچائی کا پیکر بن کر سامنے آیا۔ڈاکٹر عبادت بریلوی نے قرۃ العین حیدر اور ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کو ایسے افسانہ نگاروں میں شمار کیا ہے جنہوں نے اپنے افسانے میں زمانہ دستور کے مطابق بادشاہوں یا غریبوں کی بجائے اعلیٰ متوسط طبقے کی زندگی اور مسائل کو پیش کیا۔ان کے مطابق:

> ''شفیق الرحمٰن اس سلسلے میں پیش پیش ہیں۔شفیق الرحمٰن کے افسانوں میں بھی اس طبقے کی زندگی کے ہلکے پھلکے پہلوؤں کی ترجمانی کی ہے۔انھوں نے اس اونچے طبقے کے افراد کی کھوکھلی محبت اور جذباتی رومانیت کو پیش کیا ہے۔وہ بھی اسی ماحول میں کھوئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔''(۲)

کرنل شفیق الرحمٰن کا طرہ امتیاز تھا کہ انھوں نے سیدھے سادھے الفاظ میں فلسفہ حیات بیان کرنے کی کوشش کی ہے نہ مشکل الفاظ نہ بامحاورہ زبان پھر اتنی اثر انگیز تحریر کہ بندہ ایک دفعہ ان کا مطالعہ کرلے تو ساری عمران کے سحر سے آزاد نہ ہو سکے۔ روزمرہ کی زبان اور بول چال کے ذریعے انھوں نے مسکراہٹیں بکھیرنے کا کام بخوبی انجام دیا۔ حالانکہ وہ بنیادی طور پر ایک رومانوی افسانہ نگار تھے لیکن ان کو زیادہ کامیابی طنز ومزاح کے میدان میں حاصل ہوئی۔ چونکہ آپ اپنے خیالات کو بیان کرنے کے لیے سادہ اور آسان الفاظ کا سہارا لیتے ہیں اس لیے آپ کا پیغام ہر خاص وعام تک پہنچا اور اسے قبولِ عام کی سند حاصل ہوئی۔ وقار عظیم نے آپ کی افسانہ نگاری کے متعلق لکھا ہے کہ:

> ''شفیق الرحمٰن نے اپنے افسانوں کے لیے نئی فضا بنائی ہے اور اس نئی فضا میں ہمیں جابجا شفیق کی رنگینی اور شوخی جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ رومانس کی اس ہلکی پھلکی دنیا کی بھی جس کی ہمارے ذہن کو ضرورت ہے۔ اس لیے ہم نہ شفیق الرحمٰن کو بھلا سکیں گے اور نہ اس کے افسانوں کو۔'' (۳)

شفیق الرحمٰن چونکہ خود ایک فوجی تھے لہٰذا انھوں نے فوجیوں کی نفسیات کا بہت باریکی سے ذکر کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران وہ ہندوستانی آرمی کے ساتھ مختلف محاذوں پر رہ چکے تھے چنانچہ جنگ میدان سے انھیں بہت اچھی واقفیت تھی۔ اپنے گھر، خاندان، ملک اور مٹی سے دور، گولیوں اور توپوں کے دھماکوں کی آواز کے درمیان ایک فوجی کی کیا کیفیات ہو سکتی ہیں اس کا انھیں بخوبی علم تھا۔ کیمپ کی زندگی اور تباہ کاریوں کا ایک غریب الوطن فوجی پر کیا اثر ہوتا ہے یہ آپ اچھی طرح جانتے تھے۔ ڈاکٹر ریحانہ پروین اپنی کتاب ''شفیق الرحمٰن ایک مطالعہ'' میں آپ کی افسانہ نگاری کے متعلق لکھتی ہیں:

> ''اسی طرح ڈاکٹر شفیق الرحمٰن نے اپنے آس پاک کی زندگی سے متاثر ہو کر افسانے لکھنے شروع کیے۔ آئے دن پیش آنے والے واقعات کو مزاحیہ جملوں میں ڈھال کر اس طرح پیش کیا کہ ان میں ایک جان سی پڑ گئی اور وہ زندگی سے اتنے قریب ہو گئے کہ قاری کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کوئی افسانہ پڑھ رہا ہے۔'' (۴)

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کی کردار نگاری کی ایک اہم بات یہ ہے کہ آپ نے اردو ادب کو ''خوجی'' کے انداز کا جیتا جاگتا بھرپور کردار ''شیطان'' دیا ہے جو اردو ادب کی آبرو ہے۔ ان کا تخلیق کردہ لینکی کے کردار کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے وہ اس کردار میں خود اپنا ذکر کر رہے ہوں۔ دبلا، لمبا اور وجیہہ شکل وصورت کا لینکی جو شراب اور دوسری قسم کی فضولیات سے دور رہتا ہے۔ وہ اسپورٹس اور ورزش کا بہت مشتاق ہے۔ شفیق الرحمٰن کی تصنیف کرنیں کا دیباچہ مشہور افسانہ نگار ''حجاب امتیاز علی'' نے لکھا ہے۔ وہ اس دیباچے میں ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کے بارے میں لکھتی ہیں کہ:

> ''شفیق الرحمٰن کے افسانوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ بڑے ہر دل عزیز ڈاکٹر بنیں گے اور خواتین واطفال میں خصوصیت سے پسند کیے جائیں گے۔ جو ڈاکٹر افسانے ایسے خوش گوار اور مفرح لکھ سکتا ہے۔ اس کے قلم سے کوئی تلخ نسخہ نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اور ایسا ڈاکٹر اس زمانے میں کمیاب بلکہ نایاب ہے۔'' (۵)

شفیق الرحمٰن نے زندگی کو سچائی اور سنجیدگی سے اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ آپ کے افسانوں کے تمام کردار ایک عام انسان ہوتے ہیں جن کی زندگیوں میں خوشیاں بھی ہیں تو غم بھی ہیں اور دونوں کا مقابلہ اپنی بساط کے مطابق کرتے ہیں اور جینے کی جدوجہد کو برابر جاری رکھتے ہیں۔ شفیق الرحمٰن کی تحریروں میں جہاں ہنسی مزاح ہے شوخی ہے۔ وہیں کہیں کہیں اداسی اور غم کی لہریں بھی ہیں۔ لیکن اس مایوسی اور ناکامی میں بھی وہ اپنے قاری کے جذبات کو ماند نہیں پڑنے دیتے اور زندگی کی نئی راہ دکھاتے ہیں۔ ایک تاریک رات میں روشن اور منور چاند بن کر ابھرتے ہیں جس کی کرنیں پوری کائنات کو منور کرتی ہیں۔ آپ اداسی کے ماحول میں پھول بن کر آتے ہیں جس کی خوشبو سے پورا ماحول معطر ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن بنیادی طور پر نثر نگار ہیں اور انھوں نے بہترین نثری پیروڈیاں لکھی ہیں لیکن بعض جگہ اپنے افسانوں میں اساتذہ کے اشعار کی پیروڈیاں بنا کر برجستگی سے موقع محل کی مناسبت سے لکھی ہیں کہ قاری اَش اَش کر اٹھتا ہے۔ نمونے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

بیاہ کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی (۶)

....

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
آدمی کا وقار کھوتی ہے (۷)

اسی طرح مختلف اشعار کے علاوہ آپ نے پوری نظموں کی پیروڈیاں بھی لکھی ہیں اور پیروڈی کے فن کو مکمل طور پر برتا اور اردو ادب میں اضافہ کیا ہے۔ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کھیل کود کے رسیا تھے۔ وہ خود ایک اچھے کھلاڑی بھی تھے۔ ان کا پسندیدہ کھیل کرکٹ تھا۔ آپ طالب عالمی کے زمانے میں جب کرکٹ کھیلتے تھے تو فاسٹ باؤلر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ نے کرکٹ کو موضوع بحث بنا کر بہت سے افسانے بھی لکھے ہیں جو اردو ادب میں اپنی نوعیت کے نہ صرف انوکھے بلکہ دلچسپ افسانے قرار دیے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن اپنے ابتدائی دور کے افسانوں میں رومان پرست نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں نے انھیں بہت پسند کیا۔ مزاح کی چاشنی نے ان کے افسانوں میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ آپ نے اپنے افسانوں میں طنز سے زیادہ مزاح سے کام لیا ہے۔ یہ ایک انتہائی افسوس ناک امر ہے کہ ہمارے نقادوں نے شفیق الرحمٰن کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی اور نہ ہی ان کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی۔ ہر نقاد نے ان کی شگفتہ نثر اور لطیفوں کا ذکر کر کے بات کو ختم کر دیا لیکن اس شگفتہ نثر اور لطیفوں کا پسِ منظر کیا ہے یہ جاننے کی انھوں نے ذرا بھی کوشش نہیں کی۔

شفیق الرحمٰن جب تک حیات رہے، اُردو ادب سے جڑے رہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام راولپنڈی میں گزارے۔ اردو ادب کا یہ درخشندہ ستارہ ۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

حوالہ جات

۱۔ شوکت تھانوی، بارِ خاطر، امرتسر: آزاد بک ڈپو، ۱۹۵۶ء، ص: ۲۱۷

۲۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقاء، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۱۰ء، ص:۳۲۴

۳۔ وقار عظیم، نیا افسانہ، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس ۱۹۸۲ء، ص:۱۹۱

۴۔ ریحانہ پروین، شفیق الرحمٰن ایک مطالعہ، دہلی: جے اے آفسیٹ پریس، ۱۹۹۷ء، ص:۲۰

۵۔ شفیق الرحمٰن، ڈاکٹر، کرنیں، لاہور: مکتبہ جدید، ص:۱۶

۶۔ شفیق الرحمٰن، ڈاکٹر، مزید حماقتیں (سفرنامہ جہاز بادسندھی کا)، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ص:۱۴۲

۷۔ ایضاً، ص:۱۴۰

☆......☆......☆